

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
خط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سلسلہ خطبات جمعہ

اسلام میں اپنے نفس اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے والوں کا مؤاخذہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فعن عائشۃ و ابن عمر عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال مازال جبرائیل یوصینی بالعجار حتی ظننت انه سیورثہ
(بخاری و مسلم)

ترجمہ: ” حضرت عائشہ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا حضرت جبرائیلؑ مجھ کو
ہمیشہ ہمسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا کرتے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ عنقریب پڑوسیوں کو
ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔“

عرصہ حیات دارالعمل ہے: محترم حضرات آپ کو معلوم بلکہ یقین ہے کہ دنیا کی یہ زندگی عارضی چند روزہ یا
محدود سالوں پر مشتمل فانی اور جلد ختم ہونے والی ہے۔ یہ دارالعمل ہے اللہ نے انسان کو صرف اس غرض سے پیدا فرمایا
کہ اس عرصہ حیات میں خالص اسی کی عبارت و فرمانبرداری کے راستوں کو اختیار کر کے اس کی نارسنگی سے بچا جائے
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (ترجمہ) میں نے انسان اور جن کو
صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا (سورۃ الذاریات)

جب انسان دارالبقاء کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ بھی ہمارے ایمان و عقیدہ کا لازمی جزو ہے کہ اس دار
فانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہونے کے بعد اپنے مالک و خالق کے حضور پیش ہو کر اس کی دنیا میں دیتے ہوئے احکام
کی پابندی کے بارہ میں جواب دینا ہے اور یہ بھی آپ بار بار قرآن و حدیث کی روشنی میں سنتے چلے آ رہے ہیں کہ سب
سے زیادہ پوچھ کچھ اور سختی ان اعمال پر ہوگی جو انسانی حقوق کی ادائیگی یا عدم ادائیگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انسانی حقوق
غضب کرنے کی نہ معافی کا امکان ہے اور نہ بدلہ قبول کیا جائے گا۔ اگر بدلہ دینا ہوگا بھی تو اس صورت میں کہ غاصب
سے نیک اعمال اگر نامہ اعمال میں ہیں اس سے لے کر جس کا حق مارا گیا ہے اسے دے کر آخر میں اس کے گناہوں کا

یوجہ بھی غاصب کے کندھوں پر ڈالنے کے بعد واصل جہنم کر دیا جائے گا۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں قیامت کے روز ہر فرد کی کامیابی اور ناکامی کا دار و مدار اس کے عمل نامہ پر ہے۔ اگر عمل نامہ نیکیوں اور اللہ کی مرضیات پر چلنے والے اعمال پر مشتمل ہے تو مزے اور نجات ہی نجات ہے بصورت دیگر سب سے بڑا اور دردناک عذاب ایسے لوگوں کے لئے تیار ہوگا جو مالک کائنات کی خدائی میں اس کی مخلوق کے حقوق مثلاً جان و مال عزت و آبرو پر ڈاکہ ڈال کر اس دنیا سے بے آبرو رخصت ہو چکے ہوں

انسانی حقوق اور آخرت میں مؤاخذہ: اگر مسلمانوں کو دوسروں پر ظلم و زیادتی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے تو سید الانبیاء ﷺ کے اس فرمان کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: **مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ فِى مَالٍ أَوْ عَرَضٍ فَلْيُسْتَحْلِلْهُ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ أَوْ تَوَخَّذْ وَلَيْسَ عِنْدَهُ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أَخَذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَأَعْطَاهَا هَذَا وَلَا أَخَذَ مِنْ سَيِّئَاتِهِ هَذَا فَجَعَلَتْ عَلَى سَيِّئَاتِهِ**۔ (ترجمہ) جس نے اپنے (مسلمان) بھائی پر مال یا عزت کے متعلق ظلم و زیادتی (حق تلفی) کی ہو سو اسے چاہیے کہ وہ اس کے پاس جا کر مؤاخذہ سے پہلے اپنے آپ کو معاف کر لے (کیونکہ) مؤاخذہ کے وقت اس کے پاس (مظلوم کو دینے کیلئے) نہ دینار ہوں گے نہ درہم اگر اسکے پاس نیکیاں ہوں تو اس سے نیکیاں لیکر حساب کتاب پورا کر دیا جائیگا ورنہ مظلوم کی برائیاں اٹھا کر ظالم کے برائیوں کے کھاتے میں جمع کر دی جائیں گی۔

اگر امت مسلمہ دل و جان سے چاہے کہ ان کی ذلت، عزت سے، مظلومیت غالب آنے سے غربت و بھاریگی، مالدارى اور مستغنى عن غیر اللہ سے بدل جائے تو اس دینا میں با عزت اور ایک آزاد و خود مختار بننے کی شرط یہ ہے کہ اللہ کی بندگی، اطاعت، حضور ﷺ کے اسوہ کو اپنا کر اللہ کے حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کر لیں۔ پھر اللہ کے احکامات و فرمودات کے شرائط میں ایک اہم و لازمی تصور و عقیدہ یہ بھی ہے۔

مالک کی مرضی کے خلاف تصرف کا حکم کہ اس عالم کے تمام اشخاص و املاک اللہ ہی کے ہیں، وہی اس کا حقیقی مالک ہے۔ ہمارے ملکیت میں جو کچھ ہے وہ ہمیں عاریۃ و امانت کے طور پر دی گئی ہیں۔ جب سب کچھ کا مالک اللہ جل جلالہ ہے تو اس کی ملکیت میں اس کے مرضی کے خلاف تصرف بھی اس سے غداری کرنے کے مترادف ہے اب کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اللہ کی مرضی کے خلاف اللہ کے بندوں پر مطلق مالکانہ اقتدار مسلط کرنے کی کوشش کرے اور نہ اس کا جواز ہے کہ کسی انسان کے ساتھ ایسا سلوک کرے یا ایسے امور پر مجبور کرے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔

جب قلوب میں یہ عقیدہ راسخ ہو جائے تو پھر اخلاق نبوی ﷺ کی تعلیمات پر پابند رہ کر بھی کوئی انسان دوسرے انسان یہاں تک کہ خود اپنی جان سے بھی ایسا سلوک نہیں کر سکتا جو انسان کے مالک حقیقی کے حکم کے خلاف ہوتی کہ کسی جانور کے ہلاک کرنے کو بھی بغیر الٰہی اجازت کے گناہِ سمیرہ سمجھا ہے۔

اسلام میں ادائیگی حقوق کا نظام اسلام ایسا عالمگیر اور جامع مذہب ہے جس میں اسلام ے پہلے کے تمام مذہب کی خوبیاں بدرجہ اتم موجودہ ہیں جس قدر خوبیاں ادیان سابقہ میں انفرادی طور پر موجود تھیں۔ ہمارے دین حق نے ان تمام کمالات اعمال حسہ اور اخلاق طیبہ کو اپنے اندر سمو دیا ہے۔ درحقیقت اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ ادیان کا اکثر و بیشتر تعلق مخصوص علاقہ مقرر کردہ وقت، متعین زمانہ خاص قوم سے رہا، اس کے مقابلہ میں اسلام اور دین محمدی کے احکامات و تعلیمات و حسن معاشرہ و اخلاق حسہ کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ و ہر فرد کے ساتھ ہے تا روز قیامت قائم و دائم رہتا اور اس پر عمل ہر فرد کیلئے لازم ہے۔ انہی تعلیمات میں ایک بہت بڑا حصہ حقوق کی ادائیگی کا ہے۔ جس کا دامن اتنا وسیع و عریض ہے کہ جو حقوق اسلام نے مقرر کئے ہیں ہر ایک پر بحث کے بغیر ان حقوق کے صرف ذکر اور نام بیان کرنے کیلئے ایک طویل وقت درکار ہے، جہاں اللہ کے حقوق کے ادائیگی پر زور ہے تو ساتھ ہی اپنے نفس، والدین، اولاد، بھائی، بہنوں، قریبداروں، یتیم، یتیم خانہ، یتیمی، یتیمی دوست، مہمان، مزدور، مالک، جانور، مسلمان حتیٰ کہ کفار کے حقوق کی ادائیگی کو بھی بحکیل ایمان کا لازمی جز قرار دیا گیا۔ سب سے پہلے میں نے آپ کو اپنے اپنے نفس کے حقوق پورے کرنے کا ذکر کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو انسان اپنے نفس کا حق ادا کرے گا تو دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کو بھی بحکیل ایمان کا لازمی جز قرار دیا گیا۔ جسے اپنے نفس کے حق کو پورا کرنے کیلئے اس کے پاس وقت نہیں یا احساس ہی نہیں تو اس سے یہ توقع رکھنا کہ مخلوق خدا کے حقوق کی رعایت ملحوظ خاطر رکھے گا عبث ہے۔

ادائیگی حقوق پر اہتمام: رحمۃ اللعالمین کو جب ایک صحابی کے بارہ میں معلوم ہوا جو اکثر دن کو روزہ رکھتے اور رات کو تہجد و نوافل میں مصروف رہتے اس کو اپنے نفس و دیگر حقوق کی ادائیگی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی ﷺ قال فلا تفعل صم و افطر و قم و نم فان لجسدک علیک حقاً وان لعینک علیک حقاً وان لزوجتک علیک حقاً وان یحسبک ان تصوم کل شهر ثلثة ایام فان لک بکل حسنة عشر امثالها فان ذالک صیام الرہر کلہ (بخاری) (ترجمہ) (ایک طویل حدیث کا کٹڑا ہے) ”تو یہ کام مت کر روزہ رکھ اور افطار بھی کر رات کو کھڑا بھی ہو اور سویا بھی کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے، تیرے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہیں ہر ماہ میں صرف تین روزے کافی ہیں۔“

کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہلے گا، تو تین کے تین روزے ہوئے، گویا تو ساری عمر روزے سے ہوا۔ ایک نیکی پر دس اجر، تین روزوں پر تین کو دس میں ضرب دے دیں تو تیس ہوئے۔

عبادت میں اعتدال کی ہدایت: آپ اندازہ لگائیں کہ اپنے جسم کی حفاظت اور اسکے حقوق کی محافظت کا اس شدد سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ عبادات بھی اگر اس انداز سے ادا کئے جائیں کہ ان سے جسم انسانی پر برا اثر

پڑے تو ایسے عبادات میں میاندروی کا حکم دیا گیا، کیونکہ یہ جسم جو کہ سینکڑوں اعضاء پر مشتمل ایک کارخانہ ہے۔ اس کے ہر پرزے کے استعمال میں اس کو ضائع اور خراب ہونے سے بچانا ہے۔ دنیاوی زندگی کا معمول ہے کہ اگر ایک گاڑی آپ خرید کر چلانے کیلئے ڈرائیور کے حوالہ کر دیں تو قدم قدم پر اسے پابندی کرنی پڑے گی کہ اس امانت کے ایک ایک پرزے کو اس کے طے شدہ اصول و قواعد کے مطابق زیر استعمال لانا ہے۔ اگر مقررہ حدود سے تجاوز کی کوشش کی جائے تو گاڑی کے خریدنے اور استعمال کا جو مقصد ہوتا ہے وہ باقی نہیں رہتا۔

زندگی بھی ایک امانت ہے یہی کیفیت انسان کے اپنے جسم و نفس کا جو امانت الٰہی ہے اسے بھی اپنی طاقت اور بساط سے زیادہ استعمال کرنے سے اللہ کے اس امانت میں زیادتی کرنا قرار دیا گیا ہے۔ بعض نادان اس جسم کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دے کر اسے ختم کر دینے کو بھائی اپنا بنیادی حق سمجھتے ہیں جبکہ جان ایک قیمتی امانت ہونے کے ناطے اس کی حفاظت کرنا لازمی ہے۔ اللہ کے احکامات اور فرمان و اجازت کے بغیر اس امانت کی ہلاکت جرم عظیم ہے یہ جرم جس کو خودکشی سے تعبیر کیا جاتا ہے کی سزا انتہائی دردناک ہے۔ ارشاد باری جل جلالہ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ (ترجمہ) اپنے جانوں کو قتل نہ کرو۔ (سورۃ نساء آیت نمبر ۲۹)

خودکشی کا حکم: اسی طرح آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ

ﷺ من تردی من جبل فقتل نفسه فی نار جہنم یتردی فیہا خالدًا مخلدًا افیہا

ابداً ومن تحصی سماً فقتل نفسه فسمہ فی یدہ یتحصاہ فی نار جہنم خالدًا

مخلدًا فیہا ابداً ومن قتل نفسه بحدیۃ فحدیدتہ فی یدہ یتوجأ بہا فی بطنہ فی

نار جہنم خالدًا مخلدًا فیہا ابداً (بخاری و مسلم) (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی وہ شخص ہمیشہ جہنم میں گرایا جائے گا۔ اور وہاں ہمیشہ

ہمیشہ رہے گا اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔ اور جو شخص زہری کر اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا

جسے وہ دوزخ کی آگ میں پئے گا وہ اس جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہے گا اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔ اور جس شخص نے

لوہے کے ہتھیار (مثلاً چھری، گولی وغیرہ) سے اپنے آپ کو مار دیا اس کا وہی آلہ قتل دوزخ کی آگ میں اس کے ہاتھ

میں ہوگا جس کو وہ اپنے پیٹ میں داخل کرے گا اور دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو کر اس سے کبھی نہ نکلے گا۔

آپ کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں ہر ملک کے قانون میں اپنی جان کو ختم کرنا قابل مواخذہ جرم ہے۔ لیکن جہاں تک

شریعت کا تعلق ہوگا یہ حدیث سن کر آپ کو خود اعزاز ہوگا کہ اسلام کی رو سے اس جرم کی کتنی شدید سزا ہے۔ اس کی وجہ

ہیچے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں صرف اور صرف یہی ہے کہ اس کے جسم کا حقیقی مالک و خالق اللہ کی ذات ہے۔ اس میں

جو تصرف ہو اس کی مرضی سے ہو۔ اور اس کے لئے کوئی عذر و عذائی کی و زیادتی جس کی

اجازت مذہب میں نہ ہو اسلام کی روشنی میں ایسے عمل کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحمید کی بیان کردہ ایک مثال والد مکرم حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک کہار جب اپنی محنت و مزدوری کے نتیجہ میں معمولی مٹی اور گارے سے ایک گڑھا یا مکھ بنادیتا ہے جو اس کے صنعت اور کسب کا شاہکار ہوتا ہے۔ وہ ہٹائی ہوئی چیز اگر چند کلوں کی بھی ہو بتانے والا اپنے کسب و مزدوری کی عظمت کے پیش نظر اپنی مصنوع کی توڑ پھوڑ کو اپنی بے عزتی سمجھتا ہے ایک خوددار اور عزت نفس والا غریب کسب گر بھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ کوئی اسے کہے کہ ڈو روپے کی بجائے دس روپے لو مگر اسے لے کر تمہارے سامنے پاؤں کے نیچے رکھ کر ریزہ ریزہ کر دوں گا۔ تو وہ احسن الخالقین ذات بالا و برتر جس نے انسان کو خوبصورت، متناسب اور متوازن حسین و جمیل شکل و صورت سے نوازا۔ وہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ انسان اسے ہلاک کر دے۔ یا اتنی مشقت اور ناقابل برداشت عمل سے دوچار کر دیکے وہ ہلاکت کے قریب پہنچ جائے۔ قرآن وحدیث کی واضح تعلیمات میں مسلمان کو ایسے غیر شرعی افعال حتیٰ کہ احتمال اور استطاعت سے بڑھ کر ایسی عبادات اور معمولات جن سے بدن پر برے اثرات کے رونما ہونے کے امکانات ہوں سختی سے منع کیا گیا۔ رب کائنات کا فرمان ہے کہ اپنے آپ کو ایسے مواقع میں جہاں ہلاکت کے خطرات ہوں بغیر کسی شرعی مصلحت کے جملانہ کریں۔ اپنے نفس کیساتھ جو ہمارے مرضی میں آئے سلوک و تصرف کی ہمیں قطعاً اجازت نہیں۔

عبادت و ریاضت میں استطاعت سے زیادہ مشقت کی مذمت: ایک راویہ جس کا نام محبتہ الباہلیہ ہے، وہ اپنے باپ یا چچا سے حضور ﷺ کی ملاقات کا ذکر کر رہی ہے کہ ایک دفعہ میرے باپ یا چچا نبی آخر الزمان ﷺ کے پاس ملاقات کے لئے آکر واپس چلے گئے۔ تقریباً ایک سال کے بعد دوبارہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اس ایک سال کے دوران اس کی شکل و صورت میں کافی تبدیلی آچکی تھی۔ اس نے اپنا تعارف کرتے ہوئے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں کون ہوں؟ آپ ﷺ نے نام وغیرہ کا پوچھا تو اس نے عرض کیا میں وہی باہلی ہوں جو ایک سال قبل آپ سے مل چکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس دوران تو آپ کی شکل کافی بدل چکی ہے۔ گویا نقاہت و کمزوری آچکی تھی۔ اس صحابی نے کہا کہ جب سے گزشتہ سال آپ سے رخصت ہوا ہوں صرف رات کو کھانا کھا کر دن کو ہمیشہ روزہ سے رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے نفس کو کیوں عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ خلاصہ یہ کہ محسن انسانیت ﷺ نے اسے بدن کے حقوق کا خیال رکھنے کی تلقین کر کے مسلسل نفل روزوں سے منع فرمایا۔ یہی وہ خصوصیت ہے ہمارے دین حقہ کا کہ اس کے احکامات اپنی عقل و فہم پر انحصار کرنے کی بجائے شریعت کے مطابق عمل کرنے میں حقیقتی ہوتی ہے اور نہ اللہ کی ناراضگی کا امکان۔ حقوق کے سلسلہ میں اپنے نفس اور بدن کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کی بات طویل ہوگئی اب چونکہ وقت و نماز ہو چکا ہے اگر زندگی باقی رہے ان شاء اللہ خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ ہمسایوں کے حقوق کے سلسلہ میں بیان کردہ حدیث کی روشنی میں بیان اگلے حصہ کو ہوگا۔ رب کائنات ہم اور آپ سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری کی توفیق سے نوازیں۔ آمین